منشورِ محمدیؐ

منشور رسولاں ہمہ محتاج بخاتم ✤ باخاتم و مہر آمدہ منشور محمدؐ ✤ توریت بلا توریہ انجیل بتجیل ✤ گویاں صفت دیبرت مبر د محمدؐ

نمبر ۳۰ | مطبوعہ ۲۵ رشوال المکرم ۱۳۰۲ ہجری مطابق ۷ راگست ۱۸۸۵ء | جلد ۱۴

اشتہار یہ اخبار عشرہ واریمضامین تردید مذہب عیسوی چھپتا ہے قیمت سالانہ بحساب ۵ روپیہ معہ محصول ڈاک بذریعہ منی آرڈر بنام مہتمم آنی چاہیئے۔

فہرست مسلمانان جدید

حامئ دین لطیف ماحئ رسوم کثیف جناب منشی محمد شریف صاحب محمدی

تسلیم صد تکریم - جناب عالی آپ کو اور آپ کے ناظرین

اخبار کو عید مبارک چہار شنبہ کے دن عید ہوی ۲۹

کا چاند اب کے برس دکھائی ندیا روزے پورے تیس

ہوسے اور اسی ماہ صیام کی برکت سے مسجد جامع

بمبئی میں بہ نسبت اور ماہ کے نومسلم بھی زیادہ ہوسے

مسجد صوفیہ سے دفتر سے نقل تحریر کرکے خدمت شریف میں

روانہ کیا ہون آپ اسکو درج اخبار فرما کے ثواب

عظیم حاصل کریں۔ بیاز مند محمد اسماعیل مہتمطبع بمبئی

اسلامی نام	عمر	ذات	مسکن	کافری نام	تاریخ ماہ و سنہ
دین محمد	۲۸	ہندو	بیجاپور	اوباجی	۸ رمضان سنہ ۱۳۰۲
عبداللطیف	۲۰	مہتر	لاہور	وزیر	۹ رمنہ
کریم	۲۵	مرہٹہ	پونہ	پاربتی	۱۲ رمنہ
عایشہ	۴۰	دھیرن	نگر	راجی	۱۲ رمنہ
آمنہ	۴۰	چمارن	بلیگانون	بھیما	۱۲ رمنہ
عبدالرحمان	۱۶	ہندو	چاس ضلع جنیر	گوبند	۱۶ رمنہ
کلثوم	۱۴	کرسچن	بھگور	میارنی	۲۲ رمنہ

بقیہ خط بخدمت پادری سوفت صاحب

لیکن اگر آپ متنعم پسند لوگون کے طرح مجھسے یہ درخواست کریں کہ میرے لئے ایک ایسا شیش محل چاہیے جو ہر ایک طرح سے فرش اور فروش سے آراستہ ہو اور جا بجا تصویر لگے ہوے اور مکان سجا ہوا اور لوگوں میں مست اور متوالی کرنے والی چیزین بھری ہوی رکھے ہوں اور ارد گرد مکان کے ایک خوشنما باغ اور چاروں طرف اس کے نہریں جاری ہوں اور دس بیس خدمت گار غلاموں کے طرح حاضر ہوں تو ایسا مکان پیش کرنے سے مجبور اور معذور ہوں بلکہ ایک سادہ مکان جو ان تکلیفات سے خالی ہے لیکن معمولی طور پر گذارہ کرنے کا مکان ہے موجود اور حاضر ہے۔ مکرر کہتا ہون کہ آپ کو پر تکلف مکانات اور دو سرے لوازم سے گریز کرنا چاہیے تا آپ مین مسیحی زندگی کے علامات ظاہر ہو جائیں اور مین ہرگز خیال نہیں کرتا کہ آپ کو یہ مکان تکلیف دہ ہوگا بلکہ مجھے کامل تسلی ہے کہ ایک شکر گذار آدمی ایسے مکان میں رہکر کوئی کلمہ شکوہ و شکایت کا منہ پر نہ لائیگا

کیونکہ امکان وسیع موجود ہے اور گذارہ کرنے سے لئے سب
کچھ ملسکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اگر آپ بعد ملاحظہ
امکان چند معمولی اور جائز باتون میں جو ہمارے
طاقت میں ہوں فرمایشی کریں تو وہ بھی بفضلہ تعالی
ملسکتے ہیں مگر بہرحال پہلے آپ کا تشریف لانا از بس ضروری
ہے پھر آپ دوسرے شرط میں یہ لکھتے ہیں کہ الہام
اور معجزہ کا ثبوت ایسا چاہیے جیسا کہ کتاب اقلیدس
میں ثبوت درج ہیں جس سے ہمارے دل قائل ہوجائین
اوس میں اول اس بات کو یاد رکھیں کہ ہم لوگ
معجزہ کا لفظ صرف اوسی حالت میں بولا کرتے ہیں جب
کوئی خارق عادت کسی نبی یا رسول کی طرف منسوب
کریں لیکن یہ عاجز نہ نبی ہے نہ رسول بلکہ اپنی نبی
معصوم محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنی پیرو
ہے اور اوسی رسول مقبول کے برکت اور متابعت
سے یہ انوار اور برکات ظاہر ہورہے ہیں تو اس
جگہ کرامت کا لفظ موزوں ہے نہ معجزہ کا اور ایسے
ہی ہم لوگوں کی بول چال ہے اور آپ جو اقلیدس
کی طرح ثبوت مانگتے ہیں اس میں یہ عرض ہے کہ جسقدر
بفضلہ تعالی روشن نشان آپ کو دکھائے جائینگے
ان کے ثبوت کے مقابل اقلیدس کا ثبوت جو اکثر
دوائر موہومہ پر مبنی ہے ناکارہ اور ہیچ ہے ۔
اقلیدس کے ثبوتوں میں کئے محل گرفت کے جگہ
ہیں اور ان ثبوتوں کی ایسی ہی مثال ہے جیسے
کوئی کسی ایک چارپایہ کے نسبت یہ کہے کہ اگر آپ
اول بلا دلیل یہ مان لیں کہ یہ چارپایہ بنجاست کہا لیتا
ہے اور بین بین کرتا ہے اور بدبو پر اس کے اول
ہے تو ہم ثابت کردینگے کہ وہ ہیضہ کا بچہ ہے اسطرح
اقلیدس سے بیانات میں کئے جگہ تناقض ہے چنانچہ
ایک جگہ اول وہ آپ ہی لکھتا ہے کہ نکتہ وہ شئی
ہے جسکی کوئی جز نہ ہو یعنے بالکل قابل انقسام نہ
ہو پھر دوسرے جگہ آپ ہی تجویز کرتا ہے کہ ہر ایک
خط کے دو ایسے ٹکڑے ہوسکتے ہیں کہ دونوں اپنے
اپنے مقدار میں برابر ہوں اب فرض کرو کہ ایک
خط مستقیم ایسا ہے کہ جو نو نقطوں سے مرکب ہے اور
بموجب دعوی اقلیدس کے ہم چاہتے ہیں جو اوس
کے دو مساوی ٹکڑے کریں تو اس صورت میں
یا تو یہ امر خلاف قرار داد پیش آئیگا کہ ایک نقطے کے
دو ٹکڑے ہوجائیں یا یہ دعوی اقلیدس کا کہ
ہر ایک خط مستقیم کے دو ٹکڑے مساوی ہوسکتے ہیں
غلط ٹھہریگا غرض اقلیدس میں بہت سے وہمی اور
بے ثبوت باتیں بھری ہوی ہیں جن کو جاننے والے
خوب جانتے ہیں مگر اسمانی نشان تو وہ چیز ہے کہ
خود منکر کے ذات پر ہی وارد ہوکر حق الیقین تک
اوسکو پہنچا سکتا ہے اور انسان کو بجز اوس کے
ماننے کے کچھ بن نہیں پڑتا سو آپ تسلی رکھیں کہ
اقلیدس کے خاچیز خیالات کو ان عالی مرتبہ نشانوں
سے کچھ نسبت نہیں (چہ نسبت خاک را با عالم پاک)
اور یہ نہیں کہ صرف اس عاجز کے بیان ہی پر حصر رہیگا
بلکہ یہ فیصلہ بذریعہ ثالثوں کے ہوجائیگا اور جتنک
ثالث لوگ جو فریقین کے مذہب سے الگ ہونگے

یہ شہادت نہ دیں کہ ہان فی الحقیقت یہ خوارق اور پیش گوئیاں انسانی طاقت سے باہر ہیں تب تک آپ غالب اور یہ عاجز مغلوب سمجھا جائیگا لیکن درصورت ملجانے ایسے گواہوں کے جو ان خوارق اور پیشیں گوئیوں کو انسانی طاقت سے بالاتر قرار دیتے ہوں تو آپ مغلوب اور میں بفضلہ تعالے غالب ہونگا اور اسیوقت آپ پر لازم ہوگا کہ اس جگہ قادیان میں بشرف اسلام مشرف ہوجائیں پھر آپ اپنے خط کے اخیر یہ لکھتے ہیں کہ اگر شرائط مذکورہ بالا کو قبول نہیں فرماؤگے تو آپ کا حال اور یہ شرائط چند اخبار ہند میں شایع کیجائینگے سو مشفق من جو کچھ حق حق تھا آپ کے خدمت میں لکھدیا گیا ہے اور یہ عاجز آپ کے حالات شایع کرنے اور کرانے سے ہرگز نہیں ڈرتا بلکہ خدا جانے آپ کب اور کس وقت اپنے طرف سے اخباروں میں یہ مضمون درج کرائینگے مگر یہ خاکسار تو آج ہی کے تاریخ میں ایک نقل اس خط کی بعض اخباروں میں درج کرنے کے روانہ کرتا ہے اور آپ کو یہ خوشخبری پہلے سے سنا دیتا ہے تا آپ کی تکلیف کشی کی حاجت نہ رہے اور من بعد جو کچھ آپ کے طرف سے ظاہر ہوگا وہ بھی میں روزتک انتظار کرکے چند اخباروں میں چھپوا دیا جاویگا اگر آپ کچھ غیرت کو کام میں لاکر قادیان میں آگئے تو پھر آپ دیکھینگے کہ خداوند کریم کس سے سانتھ ہے اور کسکی حمایت اور نصرت کرتا ہے اور پھر اس وقت آپ پر یہ بھی کھل جائیگا کہ کیا سچا اور حقیقی خدا جو خالق اور مالک ارض و سما ہے وہ ابن مریم ہے یا وہ خدائے ازلی وابدی و غیر متغیر اور قدوس جسپر ہم لوگ ایمان لائے ہیں سو میں اوسے خدا کا ملہ اور صادق کے آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ خود تشریف لائیں اگر وہ قسم آپ کے دل پر موثر نہیں تو پھر اتمام الزام کی نیت سے آپ کو حضرت مسیح کی قسم ہے کہ آپ آنے میں ذرا توقف نہ کریں تا حق اور باطل میں جو فرق ہے وہ آپ پر کھل جائے اور جو صادقوں اور کاذبوں میں بالبداہت ہے وہ آپ پر روشن ہوجائے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت
کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور
من ایستادہ ام اینک تو ہم بیا بشتاب
کہ تا سیاہ شود روئے کاذب مغرور

الراقم۔ خاکسار آپکا خیر خواہ مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ۔

بقیہ مضمون مقابلہ اسلام مذہب عیسوی

اب میں منصف مزاجوں کے روبرو اس عیسائی دین کو (کہ جسکو پولوس نے برباد کر دیا لیکن عیسائی اسی لکیر پر فقیر ہیں۔ اور مردہ کی بوسیدہ ہڈیاں جوڑ کر اسکو زندہ بنا کے دکھاتے ہیں) اور اسلام کو انصاف کی ترازو میں تولتا ہوں اور عقل سلیم کے ہاتھ میں اس میزان کو دیکر اس کے ایک پلہ میں اصول

اسلام کو اور دوسرے میں اصول مذہب عیسوی کو رکھکر موازنہ کرتا ہوں تاکہ جملہ اہل عقل پر رجحان مذہب اسلام کا معلوم ہو۔

میزان

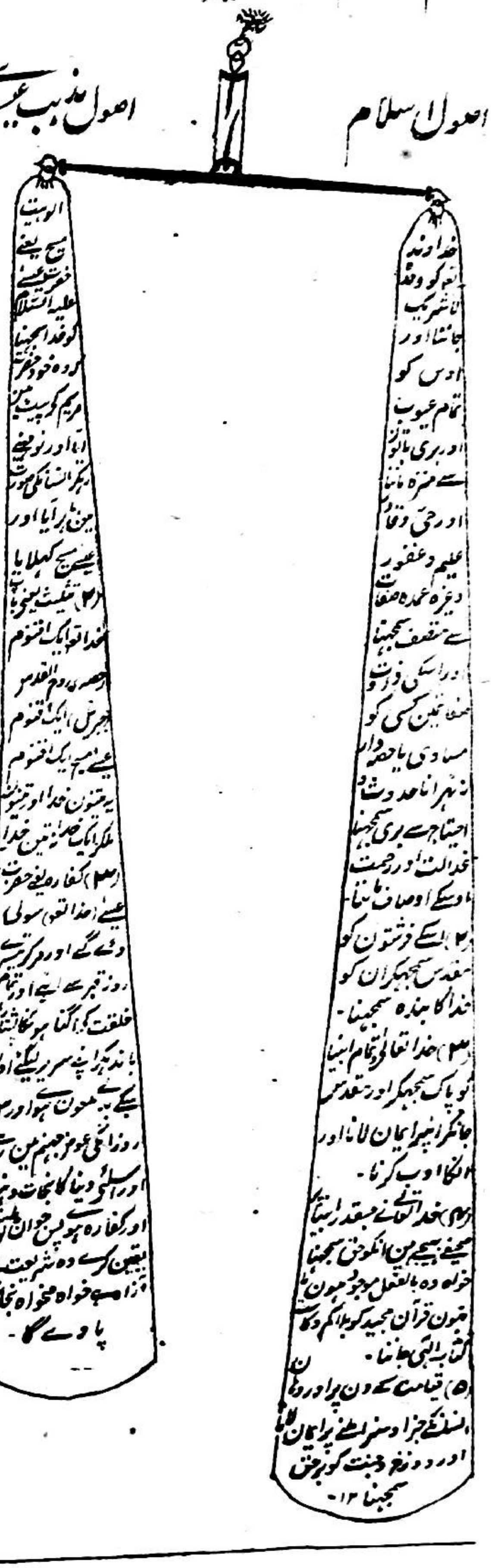
اصول اسلام
اصول مذہب عیسوی
الوہیت مسیح یعنے حضرت عیسے علیہ السلام کو خدا سمجھنا کورہ خود حضرت مریم کو پیٹ میں آنا اور نو مہینے رہکر انسان کی صورت میں ظاہر آیا اور عیسیٰ مسیح کہلایا (۲) تثلیث یعنے تین خدا تو ایک اقنوم خدا کا بیٹا اقنوم روح القدس اقنوم جبرئیل ایک اقنوم عیسے مسیح ایک اقنوم یہ تینوں خدا اور تینوں ملکر ایک خدا تین خدا (۳) کفارہ یعنے حضرت عیسے (خدا تعالیٰ) سولی دئے گئے اور مرکر تیسرے روز قبر سے اٹھے اور تمام خلقت کے گناہ کا کفارہ ہوگئے اور باندھکر اپنے سر پر لیگئے اور سکے لعنتی ہوئے اور روز قیامتک جہنم میں رہینگے اور اسلئے دنیا کا نجات دہندہ اور کفارہ ہوئے پس جو ان پر یقین کرے وہ شریعت سے آزاد ہے خواہ مخواہ نجات پاوے گا۔
خداوند تعالیٰ کو وحدہ لاشریک جاننا اور اوس کو تمام عیوب اور بری باتوں سے منزہ ماننا اور حی و قادر علیم و غفور وغیرہ عمدہ صفات سے متصف سمجھنا اور راستی و درستی صفات میں کسی کو مساوی یا حصہ دار نہ ہرانا حدوث و احتیاج سے بری سمجھنا عدالت اور رحمت اوسکے اوصاف ماننا (۲) اسکے فرشتوں کو مقدس سمجھکر ان کو خدا کا بندہ سمجھنا۔ (۳) خدا تعالیٰ و تمام انبیا کو پاک سمجھکر اور مقدس جانکر انپر ایمان لانا اور انکا ادب کرنا۔ (۴) خدا تعالیٰ نے جسقدر انبیا صحیفے بھیجے ہیں انکو حق سمجھنا خواہ وہ بالفعل موجود ہوں یا نہوں قرآن مجید کو بالکل و کامل کتاب الٰہی جاننا۔ (۵) قیامت کے دن پر اور وہاں انسانکے جزا و سزا ملنے پر ایمان لانا اور دوزخ و جنت کو برحق سمجھنا ۱۲۔

اور رجحان ہیں تو عیسائیوں کے ہاں بھی یہ ہیں یا نہیں؟ پس اگر یہ مطابق عقل ہوں اور عیسائیوں کے ہاں نہوں تو وہ مذہب باطل ہے۔ دوسری بحث اسبات میں کہ اصول مذہب عیسوی مطابق عقل سلیم ہیں یا نہیں اور رجو نہیں تو پھر جس مذہب کے یہ اصول ہیں وہ باطل ہے۔

بحث اول اگرچہ الہام اور وحی انبیا کے وسیلے بغیر تنہا عقل کام نہیں کرسکتی اور اس لئے انبیا کی ضرورت مانی گئی۔ مگر الہام عقل سلیم کے برخلاف نہیں ہوتا۔ یہ اور بات ہے کہ کسی چیز الہامی کا حسن و قبح یا اسکی حقیقت کو خوب طرح عقل نہیں پہچان سکتی۔ مگر اوس کے برخلاف بھی فتوی نہیں دیتی۔ الغرض الہام عقل کا موئد ہے نہ مخالف۔ پس جو چیز کہ عقل کے بالکل برخلاف ہوگی اور جس کے فطری ہونے سے عقل انکار صاف کرتی ہوگی تو وہ ہرگز الہامی نہ ہوگی نہ انبیا علیہ السلام اور نہ انکی کتابوں کی طرف منسوب ہوگی جب یہ مقدمہ تسلیم ہوچکا تو میں التماس کرتا ہوں کہ اصول اسلامیہ

جو ابھی مذکور ہوے ہیں سراسر عقل بلکہ صحیح نقل کے
بھی مطابق ہیں۔
اگر کسی صاحب کو انکار ہو تو ہم ان کے ثبوت پر
دلائل بھی بیان کرینگے ورنہ درصورتیکہ یہ مسلم الثبوت
عند الکل ہیں تو دلیل کی کوئی ضرورت نہیں۔
اب ہم سب سے پیشتر اسلام کے اول اصل الاصول توحید
و ایمان ذات و صفات پر غور کرتے ہیں اور اوس
کے مقابلہ میں تثلیث کو دیکھتے ہیں جسقدر ابتک
دنیا میں الہامی یا آسمانی مذہب مشہور ہیں اور جسقدر
عقلا و حکماء ارباب کشف و مشہور دنیا میں آئے
ہیں بلکہ جسقدر آباد اور شایستہ ملکوں کے باشندے
ہیں ہمیشہ سے اسبات پر متفق ہیں کہ اس عالم کا بانی
خدا تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں لاشریک اور سب
سے نرالا ہے کوئی اوس کے حکم سے ٹل نہیں سکتا کوئی
اسکی قضا و قدر کو بدل نہیں سکتا لیکن باوجود اس
اقرار کے تقلید آباء اور رسوم ملک اور اقتضاء
قوت وہمیہ سے بلکہ اتباع توہمات باطلہ و تخیلات
فاسدہ سے بہت سی ایسی باتیں اپنی مذہب میں
ملا رکھی ہیں کہ جن سے اوسکی توحید یا قدرت یا
صفات جلال و کمال میں وہبا لگتا ہے۔ لیکن وہ
مذہب اسلام ہی ہے کہ جس نے اسکو ان جمیع عیوب
سے پاک اور منزہ اور ہر چیز پر قادر اور ازلی
و ابدی لاشریک بے مثال مان رکھا ہے مشرق
سے مغرب تک جنوب سے شمال تک جن جن ملکوں
اور شہروں گانوں میں پڑھے اور ان پڑھ
امیر فقیر مرد عورت جس اہل اسلام کو دیکھے گا اس توحید
کے نشہ میں مست اور اسکی ذات و صفات کمالیہ
پر خوب ایمان لائے ہوئے ہوگا بتوں کی پرستش
اور عناصر اور ارواح و اشیاء غیر مرئی کی عبادت
و استعانت اور فال و شگون کی تکلیف سے نجات
پائے ہوے ہوگا اسلئے یہ مذہب ملقب موحد ممتاز
ہے اور کیوں نہ ہوتا تمام قرآن و احادیث اس
تعلیم سے مالا مال ہیں بخلاف اور مذاہب کے خیر ہند و
اور اہل چین و تبت تو اس بت پرستی و عناصر پرستی
سے بدنام اور پارسی بھی عناصر و کواکب پرستی میں
مشہور بین الخاص و العام ہیں عیاں را چہ بیاں۔
اب ان کے فرقوں آریہ وغیرہ آریہ کو جانے دو اور
باتیں بنانے دو وہاں عیسائی جو اپنے مذہب کو من جانب اللہ
اور الہامی اور بہت اچھا کہتے ہیں ان کے ہاں اس
مسئلہ تلاش کیجئے۔ جب ہم پادریوں کے ان کتابوں
کو دیکھتے ہیں (کہ جو بڑی عمدہ عمدہ جلدوں سے مزین
نفیس الماریوں میں رکھی ہیں اور ان کو باعث نجات
اور سبب حیات جانکر چھاپتے اور جابجا مشتہر کرتے
ہیں) تو ان میں بجائے بسم اللہ یہ لکھا ہوا دیکھتے ہیں
کہ حضرت آدم کا گناہ پشت در پشت اسکی اولاد پر
چلا آتا تھا۔ (کیونکہ خدای اہل کتاب کا یہ بھی انصاف
ہے کہ وہ کسی کے گناہ میں دوسرے شخص ناکردہ گناہ
کو ملزم کیا کرتا ہے) اور خدا یہ چاہتا تھا کہ بندوں
کے گناہ کو معاف کرے مگر معاف نہ کر سکا اور اس
زمانہ سے حضرت عیسیٰ تک اس مغفرت کی تدبیریں کرتا

یہاں تک یہ سوجھی کہ وہ خود ملک یہودیہ میں ایک عورت
مریم نامی سے پیٹ میں اتر آئی اور نو مہینے تک خون حیض
کھا کر پرورش پاتا رہا نویں مہینے حسب دستور مقام
مخصوص سے بشکل انسان باہر آیا اور عیسیٰ مسیح کہلایا
اور یہودیوں کو تعلیم و تلقین کرتا رہا آخر ان کے ہاتھ
سے سولی دیا گیا اور تمام مخلوق کے گناہوں کا
پشتارا باندھ کر اپنے سر پر دھر کر لے گیا اور بڑی مصیبت
اور سختی کے ساتھ چیخ چیخ کر جان دی اور ان گناہوں
کی سزا میں تین روز جہنم میں رہکر باہر آیا جیسا کہ ہنود
سمجھتے ہیں کہ ایشر (خدا) کو کئی بار سخت ضرورت پڑی
کہ وہ سور اور شیر اور مچھلی اور کچھوے اور آدمی
کی صورت میں ظاہر ہوا اور اپنے دشمنوں پر بغیر
اس جفاکشی کے فتحیاب نہ ہو سکا اور ان چیزوں
کو وہ اوتار کہتے ہیں پس اسی طرح کا عقیدہ پادریوں
کا ہے چنانچہ تحقیق دین حق مطبوعہ امریکن مشن لودیانہ
کے صفحہ ۲۰۴ میں یہ عبارت لکھی ہے۔ خدا خود آدمی
کی صورت پر متمثل ہو کر گناہ محو کرنے کو اس دنیا
میں ظاہر ہوا اور گناہ ہی کے مٹانے کے لئے بڑا بڑا
دکھ درد اٹھایا اور اپنی جان کو دل و جان سے
لوگوں پر قربان کر ڈالا تاکہ جو اسکی پناہ میں آویں
گناہ سے توبہ کرنے کی قدرت بخشی انتہے۔ اور
یہی مضمون اکثر کتابوں میں پایا جاتا ہے اور یہ
بات نہیں کہ ان بیچارے پادریوں نے یہ بات از خود
گھڑ لی۔ بلکہ اسکا سرمشتا پولوس مقدس کے خطوط
میں ہے کہ جن کو یہ لوگ خدا کا کلام جانتے ہیں اور اسکو

انجیل مانتے ہیں۔ اب آپ تقلید پولوس چھوڑ کر خداداد
عقل سے بھی ذرا کام لیجئے اور انصاف کو ہاتھ سے
نہ دیجئے کہ یہ کس درجہ کا لغو اور بے اصل عقیدہ ہے
کہ جس کے بطلان پر صدہا دلہ عقلیہ و نقلیہ موجود
ہیں اول تو جب شریعت رسمی نہیں تھی تو آدم
کا گناہ ہی کیا تھا۔ بحکم پولوس مقدس پاکوں کو
ہر چیز پاک ہے۔

دوم گناہ کی نسل در نسل چلے آنے کے کیا معنے
جسقدر ارواح ہیں عالم مثال میں ایکبارگی اور ایکوقت
مخلوق ہوئے ہیں وہاں باپ بیٹا نہیں ہاں اس
جسم کے اعتبار سے تقدیم و تاخیر باپ بیٹا جو کہو سو
بجا ہے اگر کوئی جسمی عارضہ نسل در نسل چلا آوے
تو ممکن ہے نہ گناہ کہ جو روح سے متعلق ہے۔

سوم کسی کے گناہ میں دوسرے کو گرفتار کرنا
دنیا کے عادل بادشاہوں کا بھی دستور نہیں
چہ جائیکہ خدائے عادل کا قانون ہو کوئی گورنمنٹ
عادل باپ کے جرم میں بیٹے کو ماخوذ نہیں کرتے چہ
جائیکہ سلطنت آسمانی میں یہ اندھیر ہو۔

چہارم اس مصلوبی سے پیشتر جسقدر انبیا و صلحا
اور نیک لوگ دنیا سے گئے اس اعتقاد کے موافق
تو سب نجات سے بے بہرہ رہے نعوذ باللہ۔

پنجم خدا کا مجسم ہونا اور دنیا میں اگر بھوک پیاس
تو الد و تناسل کی مشقت اٹھانا اور مخالفوں
کے ہاتھ سے بحالت مجبوری و بیکسی مارا جانا بالکل
لغو ہے اور محال سے بھی بڑھکر ہے ایسا حادث اور

اور کمزور برگز خدا نہیں اور جو پولوس بتقلید ہنود
ایسے فانی اور حادث کو خدا کہیں تو ان کو مبارک
ہو۔ ہم ایسے خدا کو سلام کرتے ہیں جسطرح سور کچھوا
مچھلی شیر راجہ رام چندر وغیر صاحب ہندوؤں کے
خدا ہیں اسی طرح ایک شخص عیسائیوں کا بھی خدا
ہو تو ہوا کرے۔

ششم جب خدا کو قادر تسلیم کیا ہے تو کیا وہ اس
مشقت کشی کو بغیر گناہ معاف نہیں کر سکتا تھا۔
توبہ توبہ اسکی قدرت اسکا فضل اسکی بخشش بے
نہایت ہے۔

ہفتم اگر گناہ معاف کرنے کا یہی طریقہ تھا تو پہلے سے
کیوں اوسکو عمل میں نہ لایا گیا اس کو معلوم نہ
تھا یا اس مشقت سے کسمساتا تھا آخر سخت دل کر کے
زمین پر اڑا اڑا دھم سے کود ہی پڑا اپنی مخلوقات
پیشتر سے کیوں معذب رکھا اب دیکھئے اس عقیدہ
سے کہ جو محض پولوس کی گھڑنت ہے کسقدر خرابیاں
مذہب عیسوی میں آگئی جو سچا اور آسمانی مذہب
تھا جسکو کہ ہم اسلام کہتے ہیں پیدا ہو گئیں اور
کسقدر نقص اوس کی ذات و صفات میں آنکھوں
پر ٹھیکری رکھ کر ماننے پڑے۔ اسکے علاوہ اس
مجموعہ باطل سے (کہ جو رطب و یابس اصل و غیر
اصل باتوں کا مجموعہ ہے) اور بہت سی عیوب
اسکی ذات و صفات میں پیدا ہوتے ہیں از انجملہ
یہ کہ انجیل یوحنا کے بعض فقرات سے کہ جسکو محققین
مسیحین نے الحاقی لکھا ہے عیسائیوں نے تثلیث کا

مسئلہ ایجاد کیا کہ باپ ایک اقنوم جدا ایک اقنوم روح
قدس ایک اقنوم یہ تینوں خدا پھر ایک خدا تین
خدا اسکو توحید فی التثلیث کہتے ہیں اگرچہ خود رسولوں
میں اس مسئلہ کا کہیں ذکر بھی نہ تھا نہ مسیح علیہ السلام
نے اسکو تعلیم کیا نہ اگلے صحیفوں میں اگلے انبیا کی معرفت
صراحت تو درکنار کنایۃً بھی یہ مسئلہ بھی بیان ہوا
مگر دوسری تیسری صدی عیسوی میں جبکہ یونانی
اور فلسفی لوگ مذہب عیسوی میں بکثرت داخل ہوئے
یہ مسئلہ اصول دین قرار پا گیا اور اسی پر نجات کا
انحصار مانا گیا۔ اصل اس غلط اعتقاد کی یہ معلوم ہوتی
ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام کی جناب میں نہایت
عقیدت لوگوں کو ہوئی اور ان کو معجزات کا سرچشمہ
دیکھا اور اس زمانہ کے محاورہ سے موافق کہیں ان
سے محبت میں خدا یتعالی کی نسبت لفظ اب اور ابی
بسبب لفظ ابن بولنے کے علم ہوا تو عام لوگوں سے
خیال کے موافق ان کو خدا یا خدا کا بیٹا سمجھ بیٹھے اور
پھر ان کی مصلوبی کے وقت خدا کے پکارنے سے
یا اور اوقات میں خدا کی عبادت کرنے سے یہ بھی
سمجھا کہ ان کے علاوہ ایک اور شخص بھی ہے کہ جسکو
خدا کہتے ہیں تیسرا شخص جو ان دونوں میں واسطہ
معلوم ہوا جسکو روح القدس کہتے ہیں تو تیسرا اقنوم
اور ماننا پڑا اور چونکہ تینوں کی عظمت برابر خیال
میں آئی تو ہر ایک کو خدا سمجھنا پڑا اور پھر جب تین
خدا کے فرض کرنے سے ایک الزام صریح عائد ہوا تو
تینوں کو ایک خدا نہ تین خدا سمجھنا پڑا۔ الغرض اس

گورکھ دھندے میں پھنس گئے اور جب اسکی بھی کوئی توجیہ نہو سکی تو لاچار ہو کر اس کو متشابہات سے قرار دیا اور یہ کہدیا کہ یہ سر اس عالم میں منکشف نہیں ہو سکتا نہ عقل اسکا ادراک کر سکتی ہے خوب پیچھا چھڑایا ہے - باقی آئندہ - حامئ اسلام -

حاجیان مکہ شریف کے لئے قواعد

جو قواعد گورنمنٹ نے حال میں منظور کئے ہیں ان کا عملدرآمد ۲۷ اپریل سے ۲۰ اکتوبر تک ہوگا جس سے بعد کسی حاجی کو کامران میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہوگی جب حاجیوں کا کوئی جہاز بندر کامران یا ابوسعید میں پہنچے تو حالات کے مطابق تمام حاجی زمین پر اتار دئے جاوینگے اور انکا معمولی طبی معائنہ کیا جاویگا اگر وہ جہاز صحت کا صاف رونہ رکھتا ہو اور سفر میں کوئی مشتبہ امر واقع نہوا ہو تو جہاز اور حاجیوں کو پورے پانچ دن کوارنٹائن میں رکھا جاویگا اور ذاتی چیز اور اسباب ہر طرح کی آلودگی سے پاک کیا جاویگا اور جہاز دھویا اور صاف کیا جاویگا مگر مال تجارت اتارا نہ جائیگا - نہ صاف کیا جائیگا اور نہ اسپر کچھ محصول لگیگا جب جہاز ایسے بندروں سے آئیں جنمیں وبا پھیلی ہوئی ہو مگر دوران سفر میں یا ان کے پہنچنے کے بعد ہیضہ کی کوئی واردات وقوع میں نہ آئی ہو تو جہاز اور حاجی دس دن کوارنٹائن میں رکھے جاوینگے جن جہازوں پر دوران سفر میں یا پہنچنے کے بعد ہیضہ کی وارداتیں وقوع میں آئی ہوں یا ان کے وقوع میں آنے کا اشتباہ ہو وہ اور ان کے حاجی اقل درجہ ۱۵ دن کو ارنٹائن جائینگے ان کے نظامت میں پہنچنے بعد جب کوئی ہیضہ کی واردات اہل جہاز یا مسافروں میں واقع ہو تو ایسے ہر وقوعہ پر کوارنٹائن کی تجدید کیجاویگی اور وہ اخیر واردات کی تاریخ سے شمار ہوگا یہ قواعد گورنمنٹ عالیہ نے سلطان روم کی منظوری سے جاری فرمائے ہیں

نہر سوئز کے حالات

۱۸۵۹ء میں بعہد محمد سعید پاشا خدیو مصر یہ نہر کھدنی شروع ہوئی تھی اور لیسپس نامی ایک فرانسیسی انجینیر سے اہتمام سے کھودی گئی تھی اور کروڑ ۵۶ لاکھ ۲۵ ہزار اسکی تیاری میں صرف ہوا تھا دس برس میں یہ کھدکر تیار نہ ہوئی جب ۱۸۶۹ء میں اسکی رسم افتتاح بڑی دھوم دھام سے ادا ہوئی جسمیں ملکہ یوجینین بھی شریک ہوئی تھیں اس نہر کی طوالت برابر ایک سو میل ہے اور عرض مختلف زیادہ سے زیادہ ۱۵۰ فٹ اور کم سے کم ۹۸ فٹ عرض ہے ۲۶-۲۷ فٹ کے قریب گہری ہے اور کناروں کے طرف اونچا قدرتی نشیبوں اور جھیلوں سے اس نہر کو بڑی مدد ملتی ہے اور نہر ان جھیلوں سے عین بیچمیں سے ہوکر گذرتی ہے جن مقامات پر جھیلیں ہیں وہاں لوہے کے خاص نشان قایم کر دئے گئے ہیں جن کے بیچ میں سے ہوکر اگبوٹ گذرتے ہیں اگبوٹ جس میں تین یا چار سو بوجھ بھرا ہوتا ہے جب نہر میں چلتا ہے تو فی گنٹھہ چار میل سے زیادہ نہیں چلایا جاتا وجہ اسکی یہ ہے کہ

آبگبوٹ کی تیز روی سے پانی کی لہریں زور سے کناروں پر جاکر لگتے ہیں اور کناروں کی مٹی کٹ کر نہر میں پڑتی ہے جس سے نہر کے گہراؤ کے کم ہوجانے کا احتمال ہوتا ہے لیکن جب خاص جھیلوں کے مقامات پر آگبوٹ ہوتا ہے تب اپنی معمولی تیز روی سے آگبوٹ چلا جاتا ہے اس نہر کے راستے سے ہندوستان کا ڈاک جو کیپ آف گڈ ہوپ ہوکر جاتا ہے پانچہزار ایکسو میل ہوگیا ہے۔

مصر اور ترکی اور انگلنڈ

مصر کا دلچسپ معاملہ قابل اس کے ہے کہ ایک عمدہ نگاہ سے دیکھا جائے اکثر ہمعصروں نے توفیق پاشا (خدیو حال) کے مستعفی ہونیکی خبر لکھی لیکن واقعات سے نہ لکھنے سے دیکھنے والے متحیر ہونگے کہ یہ کیوں! ہوگا کہ اسماعیل پاشا کی معزولی پر ترکی کی رائے یہ تھی کہ حلیم پاشا مصر کے خدیو ہوں حلیم پاشا ایک مشہور پاشا کے بیٹے ہیں جنکا نام محمد علی تھا حسن فہمی پاشا ترکی کی جس سفارت پر انگلستان گئے تھے اوسکا بہت بڑا جزو یہی تھا کہ توفیق معزول ہوکر بجائے اون کے حلیم مصر کی حکومت پر قایم کئے جاویں مسٹر گلاڈسٹون نے اسکو نہیں مانا اور حسن فہمی ناکام واپس گئے۔ ترکی ہمہ تن توفیق کا مخالف ہے اور انگلستان کا کنسرویٹو گروہ جس کے ہاتھوں میں اب وزارت آئی توفیق کو مصر کے حکومت کے قابل نہیں سمجھتا اسماعیل پاشا (خدیو معزول) بھی حکومت کے خواہاں ہیں لیکن اون کی گذشتہ حکومت میں چند باتیں ایسی تجربہ کی گئیں جو زمانہ کے خلاف اور حکومت کے واسطے ناقص نہیں یعنے وہ اپنی طاقت سے بڑھکر خرچ کرنے میں حوصلہ اور موقع سے زیادہ کام کرنے میں عجلت صرف کرتے رہے جس سے ان کو حکومت میں کامیابی حاصل نہ ہوئی حلیم پاشا ۱۸۵۶ء میں سوڈان کے گورنر تھے جبکہ صوبہ بہت چھوٹا تھا ۱۸۶۳ء میں مصر کے قونسل کے ممبر ہوئے ان دونوں مقاموں میں حلیم پاشا نے بہت تھوڑے دنوں کام کیا جس سے ان کی پولیٹکل قابلیت کا کافی اندازہ نہیں لگا سکتا ہاں وہ دوراندیش اور دانشمند ہیں اور شاید ناقابل خدیو نہ ہوں اب دیکھا چاہئے کہ حکومت کے دو دعویدار جن سے توفیق کو اندیشہ اور اسپر طرہ یہ کہ لارڈ رنڈلف چرچل کے مخالف ہیں جنہوں نے توفیق کی حکومت اور مصر میں جو انگلو فالسی لبرل وزارت کے ہاتھوں سے ظاہر ہوئی اوسپر کہلم کہلا سخت حملہ کئے تھے اسوقت ایک وزارت پر چرچل کا پہونچنا توفیق کے واسطے کسی اندیشناک حالت میں مبتلا ہونے کی پیشین گوئی ہے خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ وہ ریمنڈ ولف جو توفیق کے پورے مخالف ہیں بجائے سر ایلون بیرنگ کے مصر میں معتمد مقرر ہوئے ادہر ترکی اس کوشش میں ہے کہ حلیم خدیو ہوں اور اوس کو کنسرویٹو گروہ پر توفیق کے خلاف زور دلانے کا موقع ملا ہے۔ مسٹر گلاڈسٹون کے قیاس میں ترکی حکومت کا پایہ کم ہے اور وہ رعایا سے ظالمانہ برتاؤ کرتی ہے

اس یقین کو باعتبار لبرل پالسی کے ایک ایسا خیال کہنا چاہیے کہ جسکو پالسی کے اصول سے واسطہ ہو لبرل گروہ رعایا کا طرفدار کہا گیا ہے اور وہ کبھی شخصی حکومت کے قاعدہ کو اچھا نہیں کہہ سکتا شخصی حکومت کیسی ہی مہذب کیوں نہ ہو لیکن ممکن نہیں کہ وہ رعایا کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کر سکے۔ جیسا کہ جمہوری سلطنت کرتی ہے جبکہ لبرل وزارت ترکی سے مخالفت رکھتی تھی اور تو فیق مسٹر گلاڈسٹون کی حکومت کو مثل ایک ولی فرمانبردار کے مانتے تھے ممکن نہ تھا کہ وہ ترکی کی سفارش پر جلیم کا خدیو ہونا گوارا کرتی لیکن کنسرویٹو گروہ ترکی کو وقعت کے نگاہ سے دیکھتا ہے وہ اوسکو اپنا بازو جانتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ لندن اور قسطنطنیہ دونوں دونوں کی حکومتوں کو ایک دوسرے سے بہت بڑا تعلق ہے غالباً کنسرویٹو وزارت اسبات پر غور کرے کہ لبرل وزارت نے مصر میں کیا کیا یا کسقدر روپیہ صرف ہوا کتنی جانیں ضایع ہوئیں اور کیا نتیجہ حاصل کیا گیا۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ لارڈ ولسلی کو بالکل ناکامی ہوی انگریزی فوج عذر کو فرو نہ کر سکی۔ گارڈن کی قتل اور خارطوم کی فتح نے مہدی کے قوت کو استحکام دیا اگر وہاں ترکی فوج بڑھتی تو عذر کو فرو کر دیتی اور بھی خیال مسٹر بلنٹ نے اپنی اوس چٹھی میں ظاہر کیا ہے جو لارڈ رندلف چرچل کو انکی رائے کی تائید میں لکھی ہے عام خیال ہے کہ مصر کا پانسا پلٹا کھائیگا عجب نہیں کہ ترکی اپنی مذہبی اثر سے کامیابی کا ذریعہ سمجھ کر سانتہ لیا جائے اور اسکا عوض انگلستان بحیرۂ قلزم میں نکالے اگر مصر میں انگلش اور ترکی دونوں کا زور پڑا تو فرانس کا مقابلہ بھی آنکھ چار کرسکے ممکن ہے ایسا ہونے کے واسطے لازم ہوگا کہ موجودہ وزارت جو توفیق سے خوش نہیں اور ترکی جو جلیم کا خدیو ہونا چاہتا ہے دونوں کوئی راہ نکالے اسماعیل کو ترکی شاید نہ مانے کیونکہ وہ اوسکے معزول کئے ہوے ہیں دراصل اگر توفیق مستعفی ہوجائیں تو وہ اور مصر دونوں کے واسطے مفید ہوگا۔ اتفاق

سامان جنگ روس و انگلستان

بقول انگریزی اخبار ہر تجربہ کار خیال کرتا ہے کہ جنگ لامحالہ ہوگی خواہ چند مہینے میں ہو خواہ برس میں اور ایسی ہوگی جس سے دونوں جنگ آور سلطنتوں کی اخیر درجہ کی زور آزمائی ہوگی اور ہندوستان سے چاہا جائیگا کہ جسقدر اس کے پاس فوج ہے سب میدان جنگ میں بھیجے۔

ایسی حالت میں خیال کیا جاتا ہے کہ جب تک نہایت عمدہ طرح سے فوج اراستہ نہ ہوگی کامیابی کی امید نہیں ہو سکتی۔ اسی اراستگی کے امتحان کے لئے ایک عظیم الشان جنگی قواعد تجویز ہوی ہے کیونکہ اگر وسط ایشیہ کی جنگ میں شریک ہونا پڑا اور ایک مہذب دشمن سے مقابلہ پڑا جو کثیر التعداد فوج کو میدان جنگ میں بھیج سکتا ہے تو جرنیلی کو عادی ہونا چاہیے کہ ۲۰ ۔ ۳۰ ہزار فوج کی

تو اعد لے سکیں اور فوج بھی ایسی قواعد سے بعمدگی واقف ہو یہ معرکہ غیر قواعد داں جرگہ والون سے مقابلہ کے لئے ہوگا جنسے دس گنا مقابلہ کرنی کو ہم موجود ہیں بلکہ یہ معرکہ اس لئے ہے کہ ہم نہایت قواعد داں اور مستعد دشمن کے مقابلہ کے لئے پچاس ہزار یا زیادہ فوج روانہ کریں کیا عجب ہے کہ یہ جنگ وسط ایشیہ میں برتش عظمت و شان قایم رکھنے کے لئے ایشیائے کوچک یا کوہ قاف میں ہو۔ مگر اس امر کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم کو ہر وقت ایسی جنگ کے لئے تیار رہنا چاہیے جو ہندوستان کے قریب ہو کیونکہ روس کے پاس بیشمار فوج ہے اور وہ ہمیشہ ایک یا دو زبردست فوجیں گہما کر افغانستان مین لاسکتا ہے ابتک جو مصنوعی جنگیں ہوئیں ان مین تھوڑی فوجیں شریک ہوی ہیں۔ اب منظوری ہوگئی ہے کہ کثیر التعداد فوج سے قواعد لیجائے اس میں ہندوستانی ریاستوں کی فوجوں کی شمولیت سے جو فائدہ ان کو ہوگا لاانتہا ہے۔ یہ فوجیں رنگ الوہ ہوکے ہین انکا استعمال نہیں ہوتا اور وہ جنگ کی بازی سے بالکل ناواقف ہوتے جاتے ہیں ان کو اگر یکایک دشمن سے مقابلے کے لئے طلب کیا جائے تو اپنی ناتجربہ کاری کی وجہ سے ناکامی کا احتمال ہے بیان ہوا ہے کہ پنجابی ریاستوں کے جو سپاہی ہیں وہ تو ہماری ہی سپاہیوں کے مثل ہیں لیکن اس فوج میں افسر کم ہیں اور یہ بڑا نقص ہے کہ ان افسروں کو میدان جنگ کے کاموں کی مشق بہم پہنچانی چاہیے اگر ایسا ہو تو اس ضمنی فوجی عمدگی وقت ضرورت سے وہ چند بڑھجائیگی کہ جس سے ہماری فوج کی تقویت ہوگی اس میں روپیہ صرف ہوگا مگر ایسا صرف بیجا نہیں سمجھا جائیگا کیونکہ اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ ہماری ہندوستانی فوج میں جہاں تک ممکن ہو عمدگی آجائے۔ عام

روسکی انگریزون سے لڑائی

خبر آئی ہے کہ انگریزی افسروں کی زیر صلاح صاحب امیر کابل قلعبندی ہرات میں ہمہ تن مصروف ہیں لیکن جس حالت میں اس شہر پر قبضہ کرنیکی کوشش جاری نہیں ہے قلعبندی مذکور محض لغو اور لایعنی مصرف بخش ہے ابتک جبکہ ہماری فوجیں حدود افغانستان سے باہر ہیں ہرات پر قبضہ روسی فوجیں آسانی سے کرسکتی اور فوراً کرسکتی ہیں اور جبکہ یہ بات امر تسلیم کیا جاتا ہے تو بہتر ہے کہ ہرات کی قلعہ بندی کو برباد کیا جائے بجائے اسکے کہ اسکی مرمت کیجائے ہرات کے لئے اگر کبھی لڑائی ہوگی تو روسی قبضہ سے ہوگی اور جب یہ حالت ہے تو ہمکو نہین چاہیے کہ اوسکی مضبوطی کے لئے خود کوشش کریں شکر کی بات ہے کہ امیر کابل سے قتل اور کابل میں بغاوت کی خبریں تصدیق نہیں ہوئیں اگرچہ ایسا ہوجانا افغانستان ایسے ملک میں تعجب کی بات نہیں ہے ایسا ہوجانا ہماری حالت کے لئے قہرناک ہے کیونکہ اسمیں شبہ نہیں کہ

اخبار روس ایسے وقت میں صرد رخسار دل کی چھوندریں
شحنۂ ہند
میر بہہ چھوڑ کر اپنی چالیں چلیگا ہم کو خبر بھی نہ ہوگی جبتک
اردو لٹریچر کا
بخار مرد دینی کہ اوہر کا کل کام تمام ہو لیگا نہ کابل تک تار برقی
انشا پردازی کا
اور نظم و نثر کا ہے نہ افغانستان میں۔ بجز ایک افغانی وکیل کے
اعتماد و پولیٹکل
اور سوشیل مضامین کا دریا ہمارا کوئی آدمی ہے جو خبر پہونچائے اور چوکس کرے
دنیا کے پولیٹکل
شاطرون کی چالوں سے کچھ نہیں تو سلسلہ تار برقی کو کابل تک وسیع کر دیں
گورنمنٹ اور
ملک کو آگاہ
کرنیوالا ملکی اور اوہر قندہار میں فوج رکھدیں جسکے لئے نہ
معاملات کے
مباحث کی نجوز معلوم جھوٹھ خبر ہے۔ یا سچ کہ امیر نے اجازت بھی
پر سنجیدہ اور دانہ
بحث کرنیوالا دیدی ہے۔ ہمارے ناظرین نے سنا ہوگا کہ پٹنہ
علما و فضلا کے
دماغ نو تر و تازہ میں جنگ روس و انگلستان سے احتمال سے مجروحین
کرنیوالا مستعد
و مقتولین سپاہ انگریزی کی امداد کے واسطے اک
طالبان علم و
فن کی جانفشانی کا چندہ جمع ہوا ہے امیر صاحب لکھنوی ظریف
بڑے بڑے ذہین
و فطین اسکا ارد لکھتے ہیں کہ خوب پیش از مرگ واویلا اسیکو کہتے ہیں
اور مغربی و شرقی
تعلیم یافتوں کا خیر خواہی کی امنگوں نے وہ اندھا دھند نشہ جمایا
روح از سر تا پا
محفل اذیز کہ بدخواہی کی ہوا نکل گئی ابھی لڑائی نہ بھڑائی
مکاجو ہر جنتہ وزر
پر انگریزی ہاتھ اور مقتولین و مجروحین کی ہمدردی ہونے لگی
شایع ہوتا ہے اس بدفالی کا بھی کوئی ٹھکانا ہے! بھلے آدمیوں کو
عام سے پبلکی مصر
بھولا سات روپیہ دیکھو تو سہی۔ سوجھی تو مقتول کی سوجھی اگر
نمونہ کا ایک کرفہ
مفت سے دیکھنے
کو چشم بینا چاہئے کس طرح خرچ نہیں ہوتا تھا بیکار پڑا پڑا سڑ رہا تھا
خاکسار
احمد حسن شوکت تو اس نیت و قصد سے چندہ کرنا تھا کہ فاتحین اور
ایڈیٹر دیر دیر تک
تحریر ہمدرد مجروحین افواج برٹش کو اس سے انعام اور تمغے دئے
سابق مدیر اودھ
اخبار و کوہ نور جاوینگے نہ یہ کہ مرہم پٹی اور مقتولین و مجروحین
وغیرہ۔
کے متعلقین کے کام آئیگا ہم تو سر دست یہ صلاح دینگے

کہ لڑائی بھڑائی تو ہوتی نہیں اور روپیہ جنکا دوبھر
تھا وہ پونج چکے لگے ہاتھوں سر پنچ مسلمان کو یہ رقم
بھیج دیجائے۔ اور انہوں نے وہ کار نمایاں کیا ہے کہ
کہ کا ہیکو کسی سے ہوتا جنگلی افغانوں کو پیٹ دیا اور
آپ چلدئے پتہ کہڑکا اور بندہ سرکا۔ اور یہ بھی پسند
نہیں تو دس لاکھ سے سوا ایک یہ بھی سہی پیارے
امیر کو یہ روپیہ بھیج دیا جائے آیندہ چندہ دینے
والے جانیں۔

گلزار اخبار

لوگ حیران ہیں تار کے خبرین پہنچنے سے پہلے عوام کو کیونکر معلوم ہوتا ہے
سنڈنی جنگ کے لئے سر رشتہ باربرداری کی اصلاح ہو رہی ہے
بھوپال کا نپور ریلوے کے لئے تمام ابتدائی بندوبست پورا ہو گیا
وسط ایشیہ کی مشکلات کا رنگ روز بروز مشوش ہو رہا ہے
کہتے ہیں امیر عبدالرحمان کابل کے آخری امیر ہونگے!
کہتے ہیں مہدی کا قاصد پیغام صلح کے ہمراہ خدیو کیطرف آیا ہے۔
روسی کہتے ہیں اہل بدخشان ہماری حکومت کے خواستگار ہیں۔
وزارت انگریزی نے کہدیا خدیو مصر کی برخاستگی ہمکو منظور نہیں
خان بخارا نے روسیونکو اپنے علاقہ سے ریل بچھانیکی اجازت دیدی
روسی سیاح ملک تبت کے تحقیقات میں خوب مصروف ہیں
کہتے ہیں بہتر ہے کہ افغان سرحدی کمیشن کو واپس بلا لیا جائے
اتنا جنگی سامان امیر کو ملا ہے جسکے لیجانے کو باربرداری نہیں ملتی
باسفورس کی حفاظت پر سلطان روم نے ۱۸ تار پیدونے لگائے
کلکتہ کی بندرگاہ کے درستی کے لئے ۳ کروڑ قرض لیا
جاویگا لیکن فی الحال ۷ لاکھ کے لئے اشتہار دیا گیا ہے
روس نے سرحدی قبضہ کے بابت نئی شرطیں پیش کی ہیں۔

مطبع بحر الاسلام بنگلور میں محمد شریف کے اہتمام سے چھپا۔